نام کتاب	الحق المبین
مصنف	علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ
ترتیب	خلیل احمد رانا
پروف ریڈنگ	سیّد منیر رضا قادری
سنِ اشاعت	۲۰۰ء
تعداد	گیارہ سو
ہدیہ	100/ روپے
ناشر	نعمان اکادمی جہانیاں منڈی ضلع خانیوال

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاہور

پوسٹ کوڈ نمبر۔ ۵۴۰۰۰

ٹیلی فون نمبر۔ ۷۲۲۵۶۰۵۔۰۴۲

اور نادان"۔

اہل سنت کا مذہب

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بے خبر اور نادان کہنا بارگاہِ نبوت میں سخت دریدہ دہنی ہے اور ایسا کہنا بدترین جہالت اور گمراہی ہے۔

۲۷۔ دیوبندیوں کا مذہب

حضرات علماء دیوبند انبیاء علیہم السلام کو اپنی امتوں کا سردار کن معنوں میں مانتے ہیں، تقویت الایمان صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے۔

"جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی امت پر وہ سرداری حاصل ہے جو کسی مخلوق کے لئے ثابت کرنا توہینِ رسالت ہے۔

۲۸۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیو بندی حضرات کے نزدیک مفسرین جھوٹے ہیں، مولوی حسین علی صاحب شاگرد مولوی رشید احمد صاحب گنگوھی بلغۃ الحیر ان صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں۔

"ادخلوا الباب سجدًا باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے، جو کہ نزدیک

تھے،اور باقی تفسیروں کا کذب ہے"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے عقیدہ میں تفسیروں کو کذب کہنے والا خود کذاب ہے۔

۲۹۔دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب اور اس کے مقتدی وہابیوں کے عقائد عمدہ تھے،فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۱۱ پر ہے۔

''سوال۔وہابی کون لوگ ہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں،ان کے عقائد عمدہ تھے،اور مذہب ان کا حنبلی تھا،البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی،مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں،مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے،ان میں فساد آ گیا،اور عقائد سب کے متحد ہیں،اعمال میں فرق حنفی،شافعی،مالکی،حنبلی کا ہے۔رشید احمد گنگوہی۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب باغی،خارجی بے دین و گمراہ تھا،اس کے عقائد کو عمدہ کہنے والے اسی جیسے دشمنانِ دین ضال و مضل ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء
اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے
تبیان القرآن
علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی - ۳۸
فرید بک سٹال
۳۸ - اردو بازار لاہور

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تبیان القرآن

جلد پنجم

التوبہ تا یوسف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی-۳۸

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸- اردو بازار لاہور-۲

کی استعداد اور صلاحیت دیکھ کر ان کو اپنے بعد اپنا خلیفہ نامزد کر دیا۔

(جامع البیان جز۱۲، ص ۲۳۰، معالم التنزیل ج ۲، ص ۳۵۱ الجامع لاحکام القرآن، جز ۹، ص ۱۴۱ - ۱۳۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۵۲۴، روح المعانی جز ۱۲، ص ۳۱۴ - ۳۱۰)

امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے لکھا ہے کہ ان میں سے کسی روایت پر قرآن مجید دلالت نہیں کرتا اور نہ کسی صحیح حدیث میں ذکر ہے اور نہ کتاب اللہ کی تفسیر ان میں سے کسی روایت پر موقوف ہے پس صاحب عقل کے لیے ان روایات سے احتراز کرنا زیادہ لائق ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۶، ص ۴۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۵ھ)

اللہ کے امر کے غالب ہونے کے محامل

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ آیت کے اس حصہ کے متعدد محمل ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو نافذ کرنے پر غالب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے اس کو کر گزرتا ہے، آسمان اور زمین میں کوئی اس کی قضاء کو ٹال نہیں سکتا اور نہ اس کے حکم کو روک سکتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ حضرت یوسف کے امور اور ان کے معاملات پر غالب ہے، ان کے امور اور ان کے معاملات کا انتظام اللہ کی طرف سے ہے اس میں ان کی اپنی سعی اور کوشش کا دخل نہیں ہے، ان کے بھائیوں نے ان کو ہر قسم کی برائی اور ضرر پہنچانے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی پہنچانے کا ارادہ کیا پس جو کچھ ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اس کی تدبیر کے مطابق تھا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہ تمام امور اور معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضہ و قدرت میں ہیں اور جو شخص بھی دنیا کے احوال اور عجائب میں غور کرے گا اس کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے اور اللہ تعالیٰ کی قضا غالب ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز غالب نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر غالب ہے، وہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے متعلق فرماتا ہے: ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔

اور اکثر لوگ نہیں جانتے اس کا معنی یہ ہے کہ اکثر لوگ اس کے غیب پر مطلع نہیں ہیں، بلکہ کوئی شخص بھی از خود غیب کو نہیں جانتا، سوا ان کے جن کو وہ خود کسی غیب پر مطلع فرما دے۔

قصۂ یوسف میں تقدیر کے غالب آنے کی مثالیں

(۴) حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کے سامنے اس خواب کو نہ بیان کریں، پھر اللہ تعالیٰ کا امر اور اس کی تقدیر غالب آ گئی حتیٰ کہ یوسف علیہ السلام نے یہ خواب بیان کر دیا، پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ حضرت یوسف کو قتل کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آ گئی حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ بن گئے اور ان سب نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنے والد کی پوری توجہ اور ان کی محبت کو صرف اپنے لیے حاصل کر لیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قضا غالب آ گئی حتیٰ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دل ان سے بیزار ہو گیا، بھائیوں کا ارادہ یہ تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کرنے کے بعد توبہ کر کے نیک اور صالح بن جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آ گئی، وہ اپنے گناہوں کو بھول گئے اور ان پر ڈٹے رہے حتیٰ کہ تقریباً ستر سال کے بعد انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اپنے والد سے کہا انا کنا خاطئین بے شک ہم خطا

صاحب جمال عورت نے گناہ کی دعوت دی ہو اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو چھپا کر صدقہ دے حتی کہ بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۶۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۳۱، موطا امام مالک رقم الحدیث: ۲۰۰۵، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۳۳۸، سنن کبری للبیہقی ج ۱۰ ص ۸۷، کتاب الاسماء والصفات ص ۳۰۷-۳۰۷، شرح السنہ رقم الحدیث: ۴۷۰، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۳۹۱، مسند احمد ج ۲، ص ۴۳۹، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۳۵۸، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۳۲۰، شعب الایمان رقم الحدیث: ۷۴۹۴، تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۴۳۹، ج ۹، ص ۲۵۴-۲۵۳)

آیا حضرت یوسف علیہ السلام سے گناہ صادر ہوا تھا یا نہیں؟

بعض متقدمین مفسرین نے ایسی روایات لکھی ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زنا کا ارتکاب تو نہیں کیا تھا لیکن زنا کے تمام مقدمات میں ملوث ہو گئے تھے (ہم ایسی روایات اور خرافات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں) اور انہوں نے دلائل سے اپنے اس مکروہ موقف کو ثابت کیا ہے، ہم پہلے ان روایات کو رمز اور کنایہ سے درج کریں گے کیونکہ ان کو بعینہ درج کرنے سے ہمارا دل لرزتا ہے اور ہم میں ان کو اسی طرح درج کرنے کی ہمت نہیں ہے، پھر ان روایات کے ثبوت میں ان کے دلائل کا ذکر کریں گے اور پھر ان کا رد کریں گے۔

وھم بھا کی باطل تفسیریں

امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی نیشاپوری متوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ھم (قصد) کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے کہا وہ عورت چت لیٹ گئی اور حضرت یوسف بیٹھ گئے۔ (اس کے آگے حیا سوز عبارت ہے) اور یہ سعید بن جبیر، ضحاک، سدی، مجاہد، ابن ابی بزہ، اعمش اور حسن بصری کا قول ہے اور یہی متقدمین کا قول ہے اور متاخرین نے دونوں قصدوں میں فرق کیا ہے۔ ابوالعباس احمد بن یحییٰ نے کہا اس عورت نے گناہ کا قصد کیا اور وہ اپنے قصد پر ڈٹی رہی، اور حضرت یوسف نے بھی معصیت کا قصد کر لیا تھا، لیکن انہوں نے معصیت کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ اس پر اصرار کیا پس دونوں کے ھم (قصد) میں فرق ہے، اور ابن الانباری نے اس کی شرح میں کہا اس عورت نے زنا کا عزم کیا اور حضرت یوسف کے قلب میں معصیت کا خطرہ ہوا اور حدیث نفس بھی عارض ہوئی لیکن ان کے اس ھم (قصد) پر گناہ لازم نہیں آیا، جیسے کسی نیک شخص نے سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھا ہوا ہو اور اس کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی دکھائی دے اور اس کے دل میں پانی پینے کا خیال آئے اور وہ اس کا منصوبہ بھی بنائے لیکن وہ خوف خدا کی وجہ سے پانی نہ پئے تو اس سے اس بات پر مواخذہ نہیں ہوگا کہ اس کے دل میں پانی پینے کا خیال کیوں آیا تھا۔

زجاج نے کہا: مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت یوسف نے گناہ کا ھم (قصد) کر لیا تھا اور جس طرح مرد عورت کے ساتھ اس کام کو کرنے کے لیے بیٹھتا ہے وہ اس طرح بیٹھ گئے تھے، کیونکہ انہوں نے کہا تھا:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (یوسف: ۵۳)

اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں کہتا بیشک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے سوا اس کے جس پر میرا رب رحم فرمائے، بیشک میرا رب بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

ابن الانباری نے کہا: اس آیت کی تفسیر میں صحابہ اور تابعین سے جو روایات ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت یوسف نے گناہ کا قصد کر لیا تھا اور وہ اس کو ان کا عیب نہیں شمار کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کا قصد کرنے کے باوجود اپنے آپ کو نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکا' اور ان کا یہ اقدام محض اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کے احکام کی تعظیم کی وجہ سے تھا' اور جن لوگوں نے حضرت یوسف کے لیے گناہ کا قصد ثابت کیا ہے' وہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور تابعین میں سے وہب بن منبہ اور ابن سیرین وغیرہم ہیں اور یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقوق اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے بلند درجات کو ان لوگوں کی بہ نسبت بہت زیادہ جاننے والے تھے' جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے گناہ کے قصد کی نفی کی ہے۔

حسن بصری نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کا اس لیے ذکر نہیں فرمایا کہ اس سے ان کا عیب بیان کیا جائے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کا اس لیے ذکر فرمایا ہے تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور ابو عبید نے کہا: جب اللہ تعالیٰ گناہوں سے انبیاء علیہم السلام کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو وہ تمہاری توبہ تو بہت جلد قبول فرمالے گا' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے۔

لولا ان را برھان ربہ کی باطل تفسیریں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عامۃ المفسرین نے یہ کہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کی مثال دکھائی گئی کہ وہ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں: کیا تم بدمعاشوں کا سا عمل کر رہے ہو حالانکہ تمہارا نام انبیاء علیہم السلام میں لکھا ہوا ہے' پس حضرت یوسف کو یہ سن کر حیا آ گئی۔ حسن بصری نے کہا: حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت میں متمثل ہو کر آ گئے تھے اور سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے لیے حضرت یعقوب مثالی جسم میں آئے اور ان کے سینہ پر ہاتھ مارا تو ان کی انگلیوں کی پوروں سے شہوت نکل گئی۔ سدی نے کہا کہ حضرت یوسف نے دیکھا کہ حضرت یعقوب اپنے گھر میں کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں: اے یوسف! اس سے بدکاری نہ کرو' تم ایسا شخص جب تک بدکاری نہ کرے وہ اس پرندہ کی طرح ہے جو فضا میں اڑ رہا ہو اور اس کو کوئی پکڑ نہ سکتا ہو اور جب وہ بدکاری کر لے تو وہ اس پرندہ کی مثل ہو گا جو مرنے کے بعد زمین پر گر جائے اور اپنے نفس سے کسی چیز کو دور نہ کر سکے اور مجاہد نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف جب اس عورت کے پاس بیٹھ گئے تو ان کے سامنے ایک ہاتھ ظاہر ہوا' جس پر لکھا ہوا تھا:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ﴿﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ﴿﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿﴾ (الانفطار: ۱۲-۱۰)

اور بے شک تم پر نگہبان مقرر ہیں ○ معزز لکھنے والے ○ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

یہ دیکھ کر حضرت یوسف اٹھ کر بھاگے اور جب ان دونوں کے دلوں سے دہشت دور ہو گئی تو پھر لوٹ آئے وہ لیٹ گئی اور حضرت یوسف بیٹھ گئے' ان کے سامنے پھر بازو اور بغیر جوڑ کے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس پر لکھا ہوا تھا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔

حضرت یوسف پھر اٹھ کر بھاگے اور وہ عورت بھی بھاگی اور جب ان کے دلوں سے دہشت دور ہو گئی تو پھر پہلی حالت پر لوٹ گئے' تب پھر اسی طرح ایک ہاتھ ظاہر ہوا' جس پر لکھا ہوا تھا:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ (البقرہ: ۲۸۱)

اور اس دن سے ڈرو جس دن میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وہ دونوں پھر اٹھ کر بھاگے اور جب ان سے خوف دور ہو گیا تو پھر وہ سابقہ حالت کی طرف لوٹ گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے جبریل سے کہا: اس سے پہلے کہ میرا بندہ گناہ میں مبتلا ہو جائے اس کو جا کر سنبھال لو، تب حضرت جبریل اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے آئے اور کہا: اے یوسف! تم جاہلوں کا عمل کر رہے ہو حالانکہ تمہارا نام انبیاء میں لکھا ہوا ہے۔

(الوسیط ج ۲، ص ۶۰۹ - ۶۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ)

وھم بھا اور لولا ان رابرھان ربہ کی تفسیر میں ان روایات کو درج ذیل مفسرین نے بھی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ (جامع البیان جز ۱۲، ص ۲۵۰-۲۳۹)، امام ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ (تفسیر امام ابن ابی حاتم ج ۷، ص ۲۱۲۶-۲۱۲۳)، امام ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی المتوفی ۳۷۵ھ (تفسیر السمرقندی ج ۲، ص ۱۵۷)، امام الحسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۱۶ھ (معالم التنزیل ج ۲، ص ۳۵۴-۳۵۳)، علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی متوفی ۵۹۷ھ (زاد المسیر ج ۴، ص ۲۰۹-۲۰۳)، علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، (الجامع لاحکام القرآن جز ۹، ص ۱۴۷-۱۴۶) قاضی بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ نے لولا ان رابرھان ربہ کی تفسیر میں ان روایات کو درج کیا ہے (انوار التنزیل مع عنایت القاضی ج ۵، ص ۲۹۰) علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے (الدر المنثور ج ۴، ص ۵۲۵-۵۲۱) میں ان سب روایات کو درج کیا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ تمام روایات باطل اور مردود ہیں اور وضاعین نے جعلی سند بنا کر ان روایات کو حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ایسے صحابہ اور اخیار تابعین کی طرف منسوب کر دیا ورنہ ان نفوس قدسیہ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام ایسے عفت مآب اور مقدس نبی کے متعلق ایسی عریاں اور فحش روایات بیان کرتے۔ غور کیجئے کہ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت گناہ دی تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی پناہ! وہ میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے عزت سے جگہ دی ہے بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے۔ (یوسف: ۲۳) اور ان وضاعین نے ایسی ننگی خرافات کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا، ہمارے نزدیک قرآن مجید کی یہ ایک آیت ہی ان روایات کے رد اور حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی اور گناہوں سے برأت کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ ہمارے مفسرین چونکہ روایات جمع کرنے کے دلدادہ ہوتے ہیں اس وجہ سے انہوں نے اپنی تفاسیر میں ان روایات کو درج کر دیا ورنہ ان کے دلوں میں انبیاء علیہم السلام کی عظمت ہم سے بہت زیادہ تھی۔

وھم بھا کے اکثر صحیح اور بعض غلط محامل

علامہ ابو الحسن علی بن محمد الماوردی المتوفی ۴۵۰ھ نے لولا ان رابرھان ربہ کی تفسیر میں تو یہی وضعی روایات درج کی ہیں لیکن وھم بھا کی تفسیر میں بعض صحیح محامل بیان کیے ہیں اور بعض محامل غلط ہیں، ہم اس بحث کو مکمل کرنے کی خاطر ان محامل کا بھی ذکر کر رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

حضرت یوسف علیہ السلام کے ھم (قصد) کے متعلق چھ قول ہیں:

(۱) بعض متاخرین نے کہا ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش

کی تو حضرت یوسف نے اس کو مارنے کا قصد کیا۔

(۲) قطرب نے کہا: اس عورت نے حضرت یوسف سے اس کام کا قصد کیا' یہ مکمل کلام ہے اس کے بعد نیا جملہ ہے جس میں جزا مقدم ہے اور شرط موخر ہے اور معنی اس طرح ہے: اگر انہوں نے اپنے رب کی برہان نہ دیکھی ہوتی تو وہ بھی اس عورت کا قصد کر لیتے۔

(۳) اس عورت نے قضاء شہوت کا قصد کیا اور حضرت یوسف نے اپنی عفت پر قائم رہنے کا قصد کیا۔

(۴) حضرت یوسف نے جو اس عورت کا ھم کیا تھا وہ عزم اور ارادہ نہ تھا بلکہ وہ فعل اور ترک کا میلان تھا اور حدیث نفس (دل کے خیالات) میں اس وقت کوئی حرج نہیں ہے جب اس کے ساتھ عزم نہ ہو اور نہ اس کے بعد فعل کا ارتکاب ہو۔

(۵) حضرت یوسف کے ھم سے مراد یہ ہے کہ مردوں کے دلوں میں عورتوں کی شہوت سے جو طبعی تحریک ہوتی ہے وہ تحریک ہوئی اگرچہ وہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھتے ہوں۔

(۶) انہوں نے اس عورت سے بدکاری کا ھم کیا اور اس کا عزم کر لیا' حضرت ابن عباس نے کہا انہوں نے..........

انبیاء علیہم السلام کو گناہ گار قرار دینے کی توجیہات اور ان کا ابطال

علامہ ماوردی نے وھم بھا کا یہ چھٹا محمل جو بیان کیا ہے' یہ قطعاً باطل اور مردود ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں گستاخی ہے اور اس روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت وضعی اور جعلی ہے' ان کا دامن اس جھوٹ اور تہمت سے پاک ہے۔ علامہ ماوردی نے اس باطل قول کو صحیح ثابت کرنے کے لیے حسب ذیل تاویلات کی ہیں:

کہا گیا ہے یہ ھم (قصد) تو معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معاصی کی تین توجیہات ہیں:

(۱) ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے کسی گناہ میں مبتلا کیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ رہے اور جب بھی اس گناہ کو یاد کرے تو خوب عبادت کرنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کے عفو اور رحمت کی وسعت پر اعتماد نہ کرے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ان کو گناہوں میں مبتلا کیا تاکہ جب اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے درگزر کرے اور آخرت میں انہیں ان کے گناہوں کی سزا نہ دے تو وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو گناہوں میں اس لیے مبتلا کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنے میں اور گناہوں پر توبہ کرنے کے بعد اس معافی کی توقع اور مایوسی کو ترک کرنے میں گناہ گار لوگ ان کو اپنا مقتدا قرار دیں۔

(النکت والعیون ج ۳' ص ۲۵ - ۲۴' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں' اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد ان سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا' نہ صغیرہ نہ کبیرہ' نہ سہواً' نہ عمداً' نہ صورتاً' نہ حقیقتاً۔ علامہ ماوردی نے انبیاء علیہم السلام کے گناہوں کو ثابت کرنے کی جو تین توجیہات ذکر کی ہیں یہ بھی باطل اور مردود ہیں اور اب ہم حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت پر دلائل پیش کریں گے۔

فنقول وباللہ التوفیق۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف گناہ کی تہمت کا رد اور ابطال

ان روایات میں ہرچند کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف صراحتاً زنا کی نسبت نہیں کی ہے لیکن یہ صراحت کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس حرام کام کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گئے (معاذ اللہ) اور جو چیز حرام ہو' اس کا مقدمہ بھی حرام ہوتا ہے اور حرام کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کبائر اور صغائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی

عصمت پر ہم نے مفصل دلائل تبیان القرآن ج ۱، ص ۳۶۷-۳۶۵ اور شرح صحیح مسلم ج ۷، ص ۶۹۷-۶۹۵ میں ذکر کیے ہیں۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ان روایات میں جن برے کاموں کی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نسبت کی گئی ہے، ان کے رد اور ابطال کے لیے یہ آیت کافی ہے:

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ○ (یوسف: ۲۳)

اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے، اس نے انہیں اپنی طرف راغب کیا اور اس نے دروازے بند کر کے کہا جلدی آؤ! یوسف نے کہا اللہ کی پناہ! وہ میری پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے عزت سے جگہ دی ہے، بیشک ظالم فلاح نہیں پاتے ○

کس قدر رنج اور افسوس کی بات ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت گناہ دی تو انہوں نے اس کو سختی سے رد کر دیا اور اپنے رب کے انعام و اکرام کا ذکر کیا اور اس کام کو ظلم قرار دیا، ایسے پاکباز، مقدس اور اللہ سے ڈرنے والے نبی کے متعلق ایسی حیاسوز اور بے ہودہ روایات ذکر کی جائیں۔

حضرت یوسف کی گناہوں سے برأت کے متعلق دوسری آیت یہ ہے:

كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ۔ (یوسف: ۲۴)

یہ ہم نے اس لیے کیا تاکہ ہم ان کو بے حیائی اور بدکاری سے دور رکھیں۔

ان روایات میں جو فحش افعال حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کیے گئے ہیں کیا وہ بے حیائی اور بدکاری کے کام نہیں ہیں، کیا اجنبی اور نامحرم عورت کے سامنے ایک مرد کا برہنہ ہونا فحاشی اور بے حیائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ہم نے یوسف کو بے حیائی اور بدکاری سے دور رکھا اور ان وضاعین نے عین بے حیائی اور بدکاری کو اپنی جعلی روایات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کیا، اور حیرت ان مفسرین پر ہے جنہوں نے ان روایات کو تقویت پہنچانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کے لیے پہلے گناہوں کو مانا پھر گناہوں کی توجیہات کیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ۔ (یوسف: ۲۴)

بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

اور جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں ان کے متعلق شیطان نے بھی اعتراف اور اقرار کیا ہے کہ وہ ان کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○ (ص: ۸۳،۸۲)

شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کر دوں گا ماسوا ان کے جو تیرے مخلص بندے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے پاک دامن ہونے پر متعدد شہادتیں

اللہ تعالیٰ کی گواہی سے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان گناہوں کی تہمت دور ہو گئی، علاوہ ازیں مخلوق نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت پر گواہی دی، کیونکہ اس واقعہ میں جو لوگ مبتلا ہیں ان میں خود حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کی بیوی ہے، اس کا خاوند ہے، اور عزیز مصر کی بیوی کے خاندان کا گواہ ہے اور سب نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور پارسائی کو بیان کیا، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي۔ (یوسف: ۲۶)

یہ عورت خود مجھے بہکا رہی تھی۔

رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ۔ (یوسف: ۳۳)

اے میرے رب! جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے دعوت دے رہی ہیں، اس کی بہ نسبت مجھے قید میں رہنا پسند ہے۔

اور عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تہمت سے براءت اس طرح بیان کی:

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ۔ (یوسف: ۳۲)

بے شک میں نے اس کو بہکایا اور اس نے اپنے آپ کو (گناہ سے) بچائے رکھا۔

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (یوسف: ۵۱)

عزیز مصر کی بیوی نے کہا اب تو حق بات ظاہر ہو ہی گئی ہے میں نے ہی ان کو بہکایا تھا اور بے شک وہ سچوں میں سے ہیں۔

اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت اس طرح بیان کی:

قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ۔ (یوسف: ۲۹-۲۸)

اس نے کہا بے شک یہ تم عورتوں کی گہری سازش ہے، اور یقیناً تمہاری سازش بہت بڑی ہے○ اے یوسف! تم اس بات سے درگزر کرو اور اے عورت! تو اپنے جرم کی معافی طلب کر، بے شک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے ○

اور گواہوں نے اس طرح برأت بیان کی:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ (یوسف: ۲۷-۲۶)

اور اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے گواہی دی، اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہیں○ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو اس عورت نے جھوٹ بولا اور وہ سچوں میں سے ہیں○

لولا ان را برھان ربہ کو ذکر کرنے کا فائدہ

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ کا قصد نہیں کیا تھا بلکہ گناہ سے بچنے کا قصد کیا تھا تو پھر اس کے بعد یہ ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے کہ "اگر وہ اپنے رب کی برہان نہ دیکھتے تو" ہم کہتے ہیں کہ اس کی جزا محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ پھر وہ معصیت میں مبتلا ہو جاتے اور اس کے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ انہوں نے جو گناہ کا قصد نہیں کیا تھا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان میں عورتوں کی طرف رغبت کرنے کا مادہ نہیں تھا، یا وہ عورتوں کے ساتھ اس فطری فعل پر قادر نہیں تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں اپنے رب کے دین اور اس کی شریعت کے براہین اور دلائل کا علم تھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نامحرم اور اجنبی عورتوں سے خواہش نفس پوری کرنے کو حرام کر دیا ہے، اور وہ اللہ کے نبی تھے اور نبی کو مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کا خوف ہوتا ہے پس انہوں نے جو بدکاری اور گناہ سے بچنے کا قصد کیا اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ بدکاری پر قادر نہیں تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کی شریعت کی برہان سے واقف تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اجنبی عورت سے خواہش نفس پوری کرنا حرام ہے۔ امام رازی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصد کا دوسرا محمل یہ ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے آپ سے حصول لذت کا قصد کیا اور آپ نے اس کو اس کام سے منع کرنے اور ڈانٹنے کا قصد کیا، اگر یہ کہا جائے کہ اس صورت میں اس قول کا کیا فائدہ ہو گا کہ "اگر وہ اپنے رب کی برہان نہ دیکھتے تو" اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پر مطلع کیا کہ اگر آپ نے اس عورت کو حصول لذت سے منع کیا اور ڈانٹا تو یہ آپ کو بدنام کرنے کی کوشش